

تفسير احمد

سُورَةُ الْاٰهْمَزَةِ
Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الهمزة» کا تفسیر و ترجمہ

تصنيف: امين الدين « سعیدی - سعيد افغانی »

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة الهزرة

جزء (30)

یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی، اس کی "9" آیتیں ہیں

وجه تسمیہ:

اس سورت کا نام "ہمزہ" ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کا آغاز آیت :
"وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ" سے کیا ہے، یہ سورہ بعد از سورۃ القیامۃ نازل ہوئی
ہے، "ہمزہ" وہ شخص ہے جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے اور لوگوں کے
عیب نکالتا ہے، اور انہیں قول، فعل یا اشاروں سے طعن دیتا ہے۔

سورہ ہمزہ کا سورۃ العصر سے ربط و مناسبت

سورہ "والعصر" میں نوع انسانی کے بارے بات کی گئی ہے، جس کے
بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ انسان خسارے اور ہلاکت میں ہے،
جبکہ یہ سورت خسارے میں رہنے والے اور دولت اکھٹی کرنے والے انسان
کے حالات جو دین سے بے خبر ہے کے بارے میں بیان کرتی ہے۔

سورہ "ہمزہ" کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورہ "ہمزہ" مکی سورتوں میں سے ایک ہے، اس میں ایک (1) رکوع، نو
(9) آیات، تینتیس (33) الفاظ، ایک سو پینتیس (135) حروف اور چھیالیس
(46) نقطے ہیں۔

(قرآن کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کی آراء مختلف ہیں، اس
بحث کی تفصیل کے لیے تفسیر احمد سورۃ الطور ملاحظہ کریں)

سورہ ہمزہ کا سبب نزول

عالم اسلام کے مشہور محدث ابن ابی حاتم نے عثمان بن عمر سے روایت کیا
ہے : ہم نے ہمیشہ یہ سنا کہ آیت : «وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ» ابی بن خلف کے
بارے میں نازل ہوئی ہے، سدی سے روایت ہے کہ: یہ آیت اخنس بن شریق
کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اخنس بن شریق بن عمرو ثقی مکہ کے بزرگوں اور با اثر لوگوں میں سے
تھے، مگر اس نے مکہ میں اور ہجرت سے پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلاف بہت زیادہ پرتشدد کاوائیاں نہیں کیں، اخنس قریش کے ان
سرداروں میں شامل تھا، جو ابوطالب کے پاس گئے تھے اور ان کے ذریعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دیا تھا، اس موقع پر احنس نے کہا: ہمیں اور ہمارے معبودوں کو چھوڑ دو، ہم بھی تجھے اور تیرے معبود کو چھوڑ دیں گے۔"

احنس ہجرت کے بعد اور جنگ بدر میں اپنے اموال کو مسلمانوں سے چھڑانے کے لیے جنگ سے دست بردار ہوا، بعض قبائل نے بھی اس کی پیروی کی، البتہ جنگ احد میں وہ کفار کے لشکر میں شامل تھا، اس کا بیٹا بھی اسی جنگ میں مارا گیا تھا، بالآخر احنس فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا اور "مؤلفۃ القلوب" میں سے قرار پایا، یہاں تک کہ حنین کی جنگ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی سالوں میں احنس کا انتقال ہو گیا (بلاذری، احمد بن یحییٰ نساب الأشراف وتحقیق، زکار، سہیل، زرکلی، ریاض: ج - 1، ص: 231، دارالفکر بیروت، چاپ اول، 1417 ق)۔

ابن جریر نے اہل رقبہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جمیل بن عامر جمحی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ابن منذر نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنہ دیتا، اور آپ کا مذاق اڑاتا، تو پھر "وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ" آخر تک نازل ہوئی۔

تفسیر البحر المحیط کے مفسر ابو حیان الأندلسی لکھتے ہیں کہ: یہ سورت درج ذیل لوگوں میں سے کسی ایک کے بارے میں نازل ہوئی ہوگی: احنس بن شریق، عاص بن وائل، جمیل بن معمر، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، اس میں شک نہیں ہے کہ یہ سورت ان سب کے لیے ہے جن میں یہ اوصاف ہوں، عام ہے۔

سورہ ہمزہ کی تمہید

اس سورہ مبارکہ میں تین سنگین گناہوں کے لیے سخت سزا کی وعید بیان کی گئی ہے، پھر اس سزا کی شدت بیان کی گئی ہے، وہ تین گناہ یہ ہیں: "ہمز، لمز اور مال اکھٹا کرنا" ہمزہ اور لمزہ "متعدد معانی کے لیے استعمال ہوئے ہیں، جو اکثر مفسرین نے بیان کیے ہیں، مثلاً: "ہمزہ" کا معنی غیبت ہے، یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا، اور "لمزہ" کا معنی کسی کو اس کے سامنے لعن طعن کرنا، یہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں، غیبت کا گناہ قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں متعدد بار بیان کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس میں ملوث ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں، اس

لیے گناہ بتدریج بڑھتا اور بڑھتا جاتا ہے، اس کے برعکس آمنے سامنے گفتگو ہو تو دوسرا فریق دفاع کے لیے تیار ہوتا ہے، لہذا گناہ میں بڑھوتری نہیں ہوتی، اس کے علاوہ کسی کے عیب کو اس کے پیٹھ پیچھے بیان کرنا بہت بڑا ظلم ہے، کیونکہ اسے یہ سمجھ نہیں آتا کہ اس پر کونسے الزامات لگائے جا رہے ہیں، تاکہ وہ اپنا دفاع کرسکے، دوسری طرف "لمز" سخت تر ہے، کسی کو اس کے سامنے لعن طعن کرنا اور ایذا رسانی بہت سخت ہے، اس لیے اس کا عذاب بھی سخت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "شرار عباد اللہ تعالیٰ المشاءون بالنمیمة المفرقون بین الأحبة الباغون البراء العنت" اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، او دوستوں میں پھوٹ ڈالتے ہیں، اور بے گناہوں کے عیب کی تلاش میں رہتے ہیں، تیسری خصوصیت جس پر اس صورت میں عذاب کی وعید بیان کی گئی ہے، وہ مال کی حرص اور اس سے محبت ہے، اس کی تشریح اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں اس طرح فرمائی ہے کہ: مال کی حرص اور اس سے محبت کے نتیجے میں وہ اسے بار بار شمار کرتا ہے، یہ بات قابل توجہ ہے کہ شرعی نصوص کے مطابق مال جمع کرنا قطعاً ناجائز اور گناہ نہیں ہے، یہاں اس مال کو جمع کرنے کی مذمت ہے جس کے واجب حقوق ادا نہ کیے جاتے ہوں، یا مال جمع کرنے کا مقصد تکبر او رفخر ہو، یا اس کی محبت میں انسان ایسا غرق ہو جائے کی انسانی تقاضوں کو نظر انداز کرے۔

سورہ ہمزہ کے دروس اور عبرتیں

- 1- یہ سورت بعث (مرنے کے بعد اٹھنا) کا عقیدہ اور سزا بیان کرتی ہے۔
- 2- اس سورت میں غیبت اور عیب تلاش کرنے سے بچنے اور دور رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔
- 3- اس سورت میں ہر غیبت کرنے والے، ملامت کرنے والے اور بخیل کے لیے عذاب جہنم کی سختی بیان کی گئی ہے۔

سورہ ہمزہ کے مشتملات اور فضیلت

اس سورت میں ان لوگوں کے بارے میں بحث کی گئی ہے: جو اپنی تمام تر طاقت مال جمع کرنے میں صرف کرتے ہیں، وہ نہ صرف اپنی تمام کوششیں دولت کی محبت میں لگاتے ہیں، بلکہ انسان میں موجود تمام قدروں کو اس میں فنا کرتے ہیں، پھر وہ تنگ دستوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اس سورت کے آخر میں وہ ان کے دردناک انجام کے بارے میں بتاتی ہے کہ کس طرح انہیں

ذلت آمیز طریقے سے جہنم میں ڈالا جائے گا ، اور جہنم کی جلتی ہوئی آگ سب سے پہلے ان کی دلوں پر چڑھ جائے گی اور ان کی روح اور جان کو جلادے گی ۔

سورہ ہمزہ کے اہم پیغامات

1- دولت جمع کرنے کے نقصانات میں سے ایک نقصان دوسروں کی تذلیل ہے ، "ہمزۃ لہزۃ... جمع مالاً وعدۃ" ۔

2- اخلاقی مسائل دین کا حصہ ہیں، ایک مؤمن انسان کو چاہیے کہ اپنی آنکھوں اور زبان پر قابو رکھے ۔

3- ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں ہم دنیاوی مال اور دنیاوی عہدوں کے دھوکے میں نہ آئیں اور غرور نہ کریں، "يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ"

4- وہ لوگ مال خرچ کرنے کے بجائے ، دولت جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی کی سوچ میں ہیں، قیامت کے کچلنے والے عذاب کے منتظر ہیں، "جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ... لَيُنَبِّذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ"

5- زبان کی چوٹ اور طعنہ دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کیونکہ اس کے بارے میں عذاب کی وعید ہے۔

6- خدا جو آگ بھڑکاتا ہے وہ نہ صرف جسم بلکہ مجرموں کی روح اور دل میں بھی داخل ہوتی ہے "نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ . الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِيَّةِ"۔

7- انسانی ذہن جہنم اور جنت کے حقائق کو سمجھنے سے قاصر ہے "وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ" ۔

8- آگ کے لمبے ستون، جہنم والوں کے لیے فرار کا راستہ بند کر دیں گے : "إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ " فِي عَمَدٍ مُّمدَّدَةٍ" ۔

مشکل الفاظ اور اصطلاحات کی تشریح

"وَيْلٌ" ، واویلا ! شرم اور سخت عذاب، رسوائی اور مصائب، تباہی، ندامت اور پریشانی کی علامت۔

"لِكُلِّ هَمْزَةٍ لُّبْرَةٍ" ہمزہ: غیبت کرنے والا، تہمت لگانے والا، بد زبان، عیب تلاش کرنے والا، (قلم: 11 ، ہباز) "لہز" وہ شخص جو عام طور پر لوگوں کو نیچا دکھانے کے لیے ان کے عیب تلاش کرتا ہے، عیب جو، (حجرات: 11) ۔

"ہمزہ ولبز" معنی کے لحاظ سے دو مترادف الفاظ کی طرح ہیں، "لہزۃ" چھپکے سے عیب تلاش کرنا، اور آنکھ، بھوین اور سر کے اشارے سے اظہار کرنا، ابن عباسؓ کہتے ہیں: "ہمزۃ" غیبت کرنے والا، اور "لہزۃ" نیچا دکھانے والا اور طعنہ دینے والا، (پیٹھ پیچھے یا سامنے) "ملاً" مال و دولت کی فراوانی، "عدۃ" کئی مرتبہ اس دولت کا حساب لگایا اور شمار کیا، کیونکہ اس کے گننے سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے۔

"أَخْلَدَ" اسے ہمیشہ رکھنے والا ہے، اسے ہمیشگی عطا کی ہے، "لَيُنْبَذَنَّ" (نبذ) لازماً گرا دیا جائے گا، بیشک اسے پھینکا جائے گا، "مَا أُحْطِئُ" زیادہ کچلنے والا، جہنم، پیٹو شخص کو حطمہ کہتے ہیں، کیونکہ اس کے پیٹ کو جہنم سے تشبیہ دی گئی ہے۔

"الْمُوقَدَةُ": (وقد) شعلہ ور ہونا، "تَطَّلِعُ": قابو پاتی ہے، اور غلبہ حاصل کرتی ہے، گھیرتی ہے، چڑھ جاتی ہے۔

"الْأَفِيدَةُ": فواد کی جمع، دل، "مُؤَصَّدَةٌ" (وصد) سر ڈھکا ہوا ہمہ گیر، مسلط اور غالب، بغیر کھڑکی کے مکمل بند، (بلد: ۲۰) عمد: جمع عماد: ستون، "مُتَدَدَةٌ" لمبے اور پھیلے ہوئے (فرقان)۔

سورت کا مختصر مفہوم

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ہر غیبت کرنے والے کو جہنم میں لیجانے کا وعدہ کیا ہے، چنانچہ اس سورہ میں اس نے غیبت کرنے والے عیب تلاش کرنے والے کی ایک خصوصیت بیان کی ہے جو کہ مال جمع کرتا اور اسے گنتا ہے، جبکہ اسے بھلائی اور رحمت کی راہ میں خرچ کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا، اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کی مدد کرے گا، یہ دنیا میں ہمیشہ رہے گا اور کبھی نہیں مرے گا، اس کے نتیجے میں وہ زیادہ جائیداد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کی لمبی عمر کی وجہ زیادہ جائیداد اور سرمایہ ہے، جب کہ وہ نہیں جانتا کہ یہ حرص ہے جو زندگی کو گھٹا دیتا ہے اور دنیا اور آخرت کی تباہی کا سبب بنتا ہے، جبکہ اس کے برعکس سخاوت اور خرچ کرنا زندگی طویل کر دیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ" اسے بڑا دکھانے کے لیے اور خوف و دہشت پیدا کرنے کے لیے، "حطمہ" کی تصریح میں فرماتے ہیں، "نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ" وہ آگ

جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ، اور زیادہ شدید ہونے کی وجہ سے:
" تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ " وہ جسم سے دل میں داخل ہوجاتی ہے ، اس شدید حرارت
کے با وجود وہ اس میں قید ہوں گے اور باہر جانے سے نا امید ہوں گے ،
اسی لیے اس آیت کے بعد کہتا ہے : " إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ " وہ آگ ان پر بند کی
گئی ہے ، " فِي عَمَدٍ " انہیں دروازوں کے پیچھے گھسیٹا گیا ہے ، اس لیے
وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے ، اللہ قرآن عظیم کی ایک اور آیت میں
فرماتا ہے: " جب بھی وہ غم کی وجہ سے وہاں سے نکلنا چاہیں گے ، انہیں
اس کی طرف لوٹا یا جائے گا " (سورہ حج : ۲۲) كَلَّمَآ أَرَادُوآ أَن يَخْرُجُوآ مِنْهَا مِنْ غَمٍّ
أُعِيدُوآ فِيهَا ۝۰۰-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

وَيَلُّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝۱ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝۲ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝۳ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي
الْحُطْبَةِ ۝۴ وَمَا آذْرُكَ مَا الْحُطْبَةُ ۝۵ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝۶ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِدَةِ ۝۷ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ
مُؤَصَّدَةٌ ۝۸ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

سورت کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
وَيَلُّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝۱	بڑی ہلاکت ہے ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے
الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝۲	جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا
يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝۳	وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ رکھے گا
كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطْبَةِ ۝۴	ہر گز نہیں، یقیناً وہ ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا
وَمَا آذْرُكَ مَا الْحُطْبَةُ ۝۵	اور تجھے کس چیز نے معلوم کرایا کہ وہ حطمہ کیا ہے؟
نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝۶	اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے
الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِدَةِ ۝۷	جو دلوں پر چڑھتی ہے
إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۝۸	یقیناً وہ ان پر (ہر طرف سے) بند کی ہوئی ہے
فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹	لمبے لمبے ستونوں میں

سورت کی تفسیر

وَيَلُّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝۱	بڑی ہلاکت ہے ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے
---------------------------------------	--

یعنی: تباہی ہے ہر غیبت کرنے والے اور طعنے دینے والے کے لیے، سورہ
ہمزہ ایک " ہلاکت والے لفظ " سے شروع ہوئی ہے " وَيَلُّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ "

کون ہے؟ "ہمزہ" مبالغہ کا وزن ہے، بنیادی طور پر اس لفظ کا معنی ٹوٹنا ہے، غیبت کرنے والا شخص، غیر موجود شخص کو اپنی باتوں اور طعنوں سے توڑ دینا ہے، "ہمزہ" ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کے پیٹھ پیچھے غیبت کرے، "لمزہ" ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو آنکھ مار کر، سر ہلا کر یا اشارہ سے لوگوں کے سامنے کسی کی توہین کرتا ہے، اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ اور اخنس کو دھمکی آمیز لہجے میں سرزنش کی ہے۔

"ہمزہ" یعنی وہ لوگ جو دوسروں کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ حرکت ان کی زبان سے ہو یا ان کے طرز عمل سے اس قسم کے لوگ اپنی ترقی اور آگے بڑھنے کو دوسروں کی تحقیر و تذلیل اور عیب تلاش کرنے میں سمجھتے ہیں، وہ دوسروں کی شخصیت کی کردار کشی کرتے ہیں۔

قرآن عظیم ایسے غیبت کرنے والوں کے بارے میں کہتا ہے: اس کام کی مثال یہ ہے کہ: جیسے کوئی شخص اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہے، تو اپنے دینی بھائی کی شخصیت کو توڑ کر اپنے آپ کو اوپر لے جاتے ہیں خود کو اچھا دکھانے کے لیے اسے برا دکھاتے ہیں، بعض حالات میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اپنی تعریف و توصیف میں لگ جاتے ہیں، کسی کے لیے اپنی تعریف و توصیف کرنا بری بات نہیں، لیکن ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کی تذلیل اور توہین کر کے اپنی حیثیت اور شخصیت دکھانا چاہتے ہیں، یعنی دوسروں کو نیچا دکھا کر خود کو مضبوط اور طاقتور ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ: "شرا عباد اللہ تعالیٰ المشاؤون بالنميمة، المفسدون بين الأجرة" **ترجمہ:** خدا تعالیٰ کے بدترین بندے وہ چغل خور ہیں جو دوسروں کے باہمی رابطوں اور تعلقات میں خلل ڈالتے ہیں، پاکیزہ اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرتے ہیں۔

جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝

وہ اپنے جمع کردہ مال کی وجہ سے خوش ہوتا اور فخر کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس مال کی وجہ سے اسے دوسروں پر فضیلت اور برتری حاصل ہے، وہ دوسروں کو چھوٹا اور کمتر سمجھتا ہے۔

عالم اسلام کے عظیم مفسر محمد بن جریر طبری نے کہا: یعنی وہ اسی کے اعداد و شمار رکھتا ہے، اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا، اور اس

سے اللہ کا حق ادا نہیں کرتا : یہ صرف اسے جمع کر کے اس کی حفاظت کرتا ہے ، (طبری: ۳۰/۸۹) -

"الَّذِي يَجْمَعُ مَالًا" جو اپنی تمام تر کوششیں مال جمع کرنے میں صرف کرتا ہے ،
 "وَعَدَدَةٌ" اور یہ کہ وہ ہمیشہ اسے شمار کرتا رہتا ہے ، ذخیرہ اندوزی کرتا ہے
 مال و دولت خرچ کرنے اور صدقہ دینے کے لیے جمع نہیں کرتا ، بلکہ
 اسے گننے اور لذت کے لیے جمع کرتا ہے ، وہ امیر اور سرمایہ دار کہلوانا
 پسند کرتا ہے -

وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ رکھے گا	يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝
--	-------------------------------------

وہ سوچتا ہے اسے اس کا مال ہمیشہ اور دائمی رہنے والا بنائے گا ، اور اس
 کا خیال ہے کہ وہ کبھی بھی نہیں مرے گا ، اور اس کا مال ہمیشہ اس کے
 پاس رہے گا ، اس لیے وہ ہمیشہ اپنے مال میں لگا رہے گا ، لیکن وہ یہ
 بھول گیا ہے کہ قبر میں اس کا مال و دولت اس کا جواب نہیں دے گی ،
 بلکہ اس کے اعمال صالحہ ہی اس کے مالک کو ہمیشہ کی زندگی میں امر
 کرتے ہیں ، مال و دولت نہیں ، بلکہ عمل کے ساتھ علم اس کے مالک کو
 ہمیشہ ابدی بنا دیتا ہے -

مفسرین اس بارے میں لکھتے ہیں کہ شیطان آدم اور حوا کو جنت میں کیسے
 دھوکہ دینے میں کامیاب ہوا: شیطان نے ان سے دو باتیں کیں ، ایک یہ کہ اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا : کہ اس درخت کے قریب نہ جانا " اَنْ تَكُونَا مَلَائِكَةً اَوْ تَكُونَا مِنْ
 الْخَالِدِينَ" (سورہ اعراف : ۲۰) نہیں چاہتا کہ تم فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ یہاں
 رہو ، کیونکہ جو کوئی اس درخت کا پھل کھائے گا اسے ہمیشہ کی زندگی
 ملے گی ، اور " ملائکہ " میں سے بن جائے گا -

" ملک " وہ شخص جس کے پاس خاص سہولتیں ہوں ، اور ملک کی طرح
 اسے " تملک " حاصل ہو ، کہتے ہیں کہ : ان کو ان دو جملوں کے ساتھ
 دھوکہ دیا -

یہ واقعہ قرآن عظیم کی دو آیات میں بیان کیا گیا ہے ، کہ ان دونوں کے ایک
 ہی معنی ہیں ، ابلیس ایک قول میں کہتا ہے : " يَا دَمْرُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةٍ " (سورہ
 طہ : ۱۲۰) ترجمہ : اے آدم : کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور ایسی
 بادشاہی بتاؤں جو پرانی نہ ہو ؟ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے دو محرکات
 ہیں: جو کسی دوسرے مخلوق کے پاس نہیں ہیں: ایک یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ
 ہمیشہ رہے ، اور دوسرا یہ کہ وہ ایسی سہولیات چاہتا ہے جو کبھی ختم نہ

ہوں ، اب ان تین آیات کو آخر سے پہلی تک پڑھتے ہیں ، " اِيْحْسَبُ اَنَّ مَالَةَ اَخْلَدَهٗ " انسان سوچتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ رکھے گا، جبکہ جو چیز ہمیں ابدی بنائے گی وہ آخرت کو سنوارنا ہے ، بھلائی اور خیر کی تلاش ہے، خدا کے بندوں کے فائدے کے لیے کام کرنا ہے، سچائی کے پیچھے چلنا ہے، خدا کی نظر میں اپنی قدر و قیمت پیدا کرنا ہے ، یہی چیز انسان کو ابدی بناتی ہے، "وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَةُ" ہے (سورہ کہف آیت : ۴۶) (یعنی : نیک کام پائیدار ہے) اعمال صالحہ خدا کے نزدیک سب سے اعلیٰ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ عزت اور اجر ہے ،

ہر گز نہیں، یقیناً وہ ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا	كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطْبَةِ ۝۴
--	---

"لیکن نہیں" یعنی: ایسا نہیں ہے ہ وہ غافل طعنہ مارنے والا مغرور شخص جو اور خود شخص سوچتا ہے ایسا نہیں ہوگا، بلکہ "یقیناً" اسے حطمہ میں ڈالا جائے گا" یعنی: وہ اور اس کا مال ایسی آگ میں ڈالے جائیں گے، جو ہر چیز تباہ کر دے گی۔

"كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ" (نبذ) یعنی: گرنے، اور پھینکنا، جس طرح جب کوئی شخص کچرے کے ڈھیر میں کوئی چیز پھینکتا ہے تو وہ بھی اسی طرح "حُطْبَةٌ" میں جا گریں گے، "حُطْبَةٌ" لغت میں بہ معنی "ہمزہ ہے" ، "حُطْبَةٌ" کی اصل "حطم" ہے، اور "حطم" یعنی، توڑنا، تحقیر کرنا اور کچلنا یہ لفظ قرآن کریم میں دو جگہ استعمال ہوا ہے، دونوں جگہ اس کا ایک دلچسپ معنی ہے:

ایک تو چیونٹیوں کی زبان سے ہے کہ جب سلیمان اور ان کے سپاہی آرہے تھے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے: اپنے گھروں میں جاؤ، تاکہ: "لَا يَحْطِبَنَّكُمْ"

سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۝۱۸" (سورہ نمل ۱۸) ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے سپاہی تمہیں روند ڈالیں اور دوسرا موسم کے بارے میں جب پتے، پھول گرجاتے ہیں اور درختوں کی شاخیں "پتوں سے خالی" ہوجاتی ہیں، یعنی موسم خزاں کا ہوا جب درختوں سے خشک پتوں کو الگ کر کے "حُطْبَةٌ" ویرانوں میں پھینک دیتا ہے، یہ بھی اپنی زندگی میں دوسروں کو توڑ دیتے تھے اور روند دیتے تھے، چنانچہ اب وہ خود بھی "حُطْبَةٌ" جو توڑنے والی اور تحقیر کرنے والی ہے میں گر پڑیں گے اور ذلیل ہوں گے۔

اور تجھے کس چیز نے معلوم کرایا کہ وہ حطمہ کیا ہے؟	وَمَا آذْرَاكَ مَا الْحُطْمَةُ ۝
---	----------------------------------

استفہام برائے تفخیم، جہنم کی آگ کا حیران کن اور خوفناک تعارف کرانا ہے، گویا جہنم کی کچلی والی آگ بھی ان چیزوں میں سے ہے جنہیں عقل نہیں سمجھ سکتی۔

اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے	نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝
----------------------------	------------------------------

یعنی: حُطْمَةُ بھڑکھائی ہوئی آگ جو کہ رب تعالیٰ کے حکم سے بھڑکھائی گئی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ: ایک ہزار سال تک آگ جلائی یہاں تک کہ وہ بھڑک اٹھی پھر ایک ہزار سال تک جلائی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، اور اس کے بعد وہ ایک ہزار سال تک جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی۔

قرآن کریم میں اس مقام کے سوا اور کہیں پر جہنم کی آگ کو اللہ تعالیٰ کی آگ نہیں کہا گیا، اس مقام پر اس کو اللہ کی طرف منسوب کرنے سے نہ صرف اس کی ہولناکی کا اظہار ہوتا ہے، بلکہ اس حقیقت کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ جو لوگ دولت اور دنیا سے فائدہ اٹھا کر مغرور اور متکبر ہو جاتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کس قدر نفرت اور غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ: وہ آگ کہ جس میں وہ اس قسم کے لوگوں کو ڈالے گا اسے خاص اپنی آگ کہاہے، (تفہیم القرآن)

توجہ فرمائیں: جب آگ کی بحث ہوتی ہے، تو ہم انسان اس کی ظاہری اور بیرونی فہم کی طرف دھیان دیتے ہیں جبکہ اس آگ سے جو اکثر ہمارے باطن میں ہے غافل ہیں:

جو دلوں پر چڑھتی ہے	الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِدَةِ ۝
---------------------	--------------------------------------

یعنی: حُطْمَةُ ایسی آگ ہے جس کی جھلسانے والی گرمی دلوں تک پہنچ جاتی ہے، اور اس پر مسلط ہو کر اسے ڈھانپ لیتی ہے، دل کا خاص طور پر ذکر فرمایا، حالانکہ آگ سارے جسم کو لپیٹ میں لے لیتی ہے، یہ اس لیے کہ دل جسم کا سب سے نازک حصہ ہے، تھوڑی سی اذیت پر سخت تکلیف محسوس کرتا ہے، یا اس لیے کہ دل منحرف ارادوں، بری نیتوں، اخلاقیات اور برے کرداروں جیسے تکبر اور اہل فضل کو نیچا دکھانے کا مقام ہے۔

مشہور مفسر شیخ قرطبی نے کہا ہے "آفِدَةُ" کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا کہ جب درد دل تک پہنچتا ہے تو انسان مر جاتا ہے، پھر وہ خود کو حالت مرگ میں پائیں گے مگر مریں گے نہیں، جیسا کہ خدا تعالیٰ نے

فرمایا ہے: "لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ" پس وہ لوگ زندہ ہیں، لیکن موت سے بدتر زندگی ہے۔

إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَدَّةٌ ۝	یقیناً وہ ان پر (ہر طرف سے) بند کی ہوئی ہے
----------------------------------	--

یعنی آگ ہر طرف سے دوزخیوں کو گھیری ہوئی ہوگی اور اس کے دروازے ان پر مکمل بند ہوں گے، اس لیے وہ ہر طرف سے اس کے احاطے میں ہوں گے، اور اس سے نہیں نکل سکیں گے۔

فِي عَمَدٍ مُّتَدَدَةٍ ۝	لمبے لمبے ستونوں میں
--------------------------	----------------------

یعنی وہ مضبوط اور لمبے ستونوں میں گھرے ہوئے ہیں، تا کہ کبھی بھی اس سے نہ نکل سکیں، اس سے بھاگنے کا راستہ بھی نہیں ہے، ستونوں کے لمبے ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لا متناہی وقت تک وہاں رہیں گے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ؛ ان پر دروازے بند ہوں گے، اور اس کا مرکزی ستون جو لوہے کا ہے، کیلوں سے مضبوطی سے جما ہوا ہے، اس سے بھاگنا ناممکن ہے۔

"مُؤَدَّةٌ" یعنی: ایسی چیز جس سے الگ ہونا ممکن نہ ہو۔

کیا اسلام میں مال دولت جمع کرنا حرام ہے؟

قابل غور بات یہ ہے کہ دین اسلام نے مال و اسباب جمع کرنے سے قطعی طور پر منع نہیں کیا ہے، اور ذخیرہ شدہ مال کے مالک کو سخت تنبیہ بھی کی گئی ہے، لیکن اگر وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، چاہے اس نے حلال طریقے سے کتنا ہی جمع کیوں نہ کیا ہو۔ البتہ جو لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کے بارے میں رب العزت ارشاد فرماتا ہے؛ "وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَبِئْسَ لَهُمْ

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝۳۴" (سورہ توبہ: ۳۴) ترجمہ: "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے، ان کو درد ناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔"

ابو داؤد میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَرِيٌّ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ" "جس کا مال زکوٰۃ کی حد تک پہنچ جائے، اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے، پس وہ کنز نہیں ہے۔"

کنز: ہر وہ چیز جو جمع کر کے ذخیرہ کیا جائے، مال اکٹھا کرنا۔ امام مالک "موطأ" (۵۹۵) عبد اللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: "سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْكَنْزِ مَا هُوَ فَقَالَ هُوَ الْمَالُ الَّذِي لَا تُؤَدَّى مِنْهُ الزَّكَاةُ"۔

ترجمہ: " میں نے سنا کہ عبداللہ بن عمر سے کنز کے بارے میں پوچھا گیا کہ کنز کیا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو " امام بخاریؒ خالد بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: "حَرَجًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ أَعْرَابِي: أَحْبَبْتُ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ: وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (التوبة: 34) قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَنْ كَنَزَهَا، فَلَمْ يُوَدِّ زَكَاةَهَا فَوَيْلٌ لَهُ، إِمَّا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تُنَزَلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا أَنْزَلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ. بخاري (1404)۔

ترجمہ: ہم عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ باہر گئے، ایک اعرابی نے ان سے پوچھا: اس آیت کے بارے میں مجھے بتاؤ: "وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ" ابن عمرؓ نے کہا: " جس نے سونا اور چاندی جمع کی اور اس کی زکوٰۃ نہیں دی، پس اس پر افسوس ہے، اور یہ اس وقت سے متعلق ہے جب زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی تھی، جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو خدا تعالیٰ نے اسے (یعنی زکوٰۃ کو) مال کی پاکی کا سبب قرار دیا۔"

عبد الرزاق نے "مصنف" (۷۱۴۱) میں عبیداللہ بن عمر نے نافع سے اور اس نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا: "مأدى زكاته فليس بكنز وإن كان تحت سبع أرضين، وما كان ظاهراً لا يؤدي زكاته فهو كنز" یعنی: "جس کی زکوٰۃ ادا کی گئی وہ کنز میں شمار نہیں ہوگا، اگرچہ اسے سات زمینوں کے نیچے (نخیرہ اور چھپا یا گیا) ہو، اور جو مال ظاہر ہے اگر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو وہ کنز ہے۔"

مختصر یہ کہ جس چیز کو حرام کہا گیا اور جس کے بارے میں سخت تنبیہ کی گئی ہے وہ ایسا مال ہے (یعنی وہ جمع شدہ مال ہے) جس کی زکوٰۃ ادا کی گئی ہو، یا وہ مال جو حد نصاب کو نہیں پہنچا ہو، اسے کنز میں شمار نہیں کیا جائے گا، اسلام نے مال جمع کرنے کو حرام نہیں کہا ہے، بلکہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کو حرام کہا ہے۔

غیبت اور اس کا کفارہ

غیبت کا شمار شریعت میں کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے، اور غیبت کرنے والا شخص خدا کے سامنے زیر عتاب ہوگا، اس گناہ کی سنگینی دو وجہ سے ہے:

1- یہ گناہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اس لیے یہ زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ یہ لوگوں پر ظلم کی ایک قسم ہے۔

2 - غیبت کرنا لوگوں کے لیے بہت آسان ہے، سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، جبکہ یہ گناہ خدا کے نزدیک کبیرہ اور قابل نفرت ہے،

لہذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ زبان کی اس آفت سے محتاط رہے، اور اپنے آپ کو اس کبیرہ گناہ سے بچائے، مسلمانوں کی غیبت کا عادی بننے سے غیبت کرنے والے کے گناہوں کا بوجھ بڑھے گا، اور اس کی تلافی یقیناً دشوار اور مشکل ہے، کیونکہ ان میں سے اکثر گناہوں کا شمار لوگوں کے حقوق سے ہوتا ہے، البتہ غیبت کے کفارہ کے بارے میں چند اہم باتوں کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے:

پہلا: غیبت کا کفارہ، خیر کی دعا کرنا، خدا سے بخشش اور استغفار اس آدمی کے لیے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

دوسرا: دعا اور استغفار اس کے لیے جس کی غیبت ہوئی ہے کفارہ کے لحاظ سے کافی نہیں ہے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ گناہوں سے اس وقت تک پاک نہیں ہوسکتا جب تک سچی توبہ نہ کرے، اور خلوص دل سے پشیمانی کا اظہار نہ کرے، اور گناہوں کی طرف واپس نہ جانے کا عزم کرے، اس کے بعد امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے اور اس کے گناہ معاف فرمائے۔

جس کے ساتھ ظلم ہوا ہے یا حق تلفی ہوئی ہے جب تک وہ معاف نہ کرے تو گناہ معاف نہ ہوگا، اس کی دلیل رسول اللہ کی صحیح حدیث ہے جس میں فرمایا: " مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عَرَضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدَرٍ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتٍ صَاحِبِهِ فَحِيلَ عَلَيْهِ" (بخاری : ۲۴۴۹)، ترجمہ: " اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا اور کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرالے جس دن نہ دینار ہوں گے، نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لیا جائے گا، اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا، تو اس (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔"

اس حدیث میں لوگوں سے معافی مانگنے اور ان کی وفات سے پہلے ظلم کی تلافی کرنے کی بات کی گئی ہے، کیونکہ قیامت کے دن نا انصافیوں کا معاوضہ نیکیوں سے ادا کرنا پڑے گا، نہ کہ درہم اور دینار سے، سچ یہ ہے کہ یہ نقصان حقیقی ہے۔

تیسرا: یہ کہ جو شخص غیبت کے گناہ سے چھٹکارا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اس سے معافی مانگنے کی بھر پور کوشش کرے جس کی اس نے غیبت کی ہے، یعنی اس سے نرم الفاظ میں معافی تلافی اور معذرت کرے، جتنا ہوسکتا ہے اس میں کوشش کرے، خواہ اس کا دل جیتنے کے لیے اس کے لیے قیمتی تحائف دینا ہی کیوں نہ پڑے، علماء نے یہ تمام کام اس بندے کو راضی کرنے کے لیے جائز قرار دیے ہیں، لیکن سلف صالحین اور اہل علم فقہاء میں سے بہت سوں نے یہ رائے دی ہے کہ اگر غیبت کے معاملے میں معافی مانگنے سے کوئی بڑا فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہو مثال کے طور پر دوسرے فریق کے غصہ بھڑکانے اور قطع صلہ رحمی رشتے ختم کرنے کا سبب بن سکتا ہو، یا دلوں کو بغض اور کینہ سے بھر دیتا ہو تو اس صورت میں اکثر علماء نے معافی طلب کرنے کو ترک کرنے کی اجازت دی ہے، اس حالت میں جس کی غیبت ہوئی ہے اس کے پاس جانے کی ضرورت نہیں، امید ہے کہ اس کی دعا کرنے، اور اس کے لیے اللہ سے بخشش مانگنے اور استغفار کرنے سے اس کے لیے اللہ کے ہاں اس غیبت کا کفارہ ہو۔

البتہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ غیبت کا گناہ اس وقت تک پاک نہیں ہوگا جب تک کہ جس کی غیبت کی گئی اس سے معافی نہ مانگے اور توبہ نہ کرے، اور اس کے لیے کوئی کفارہ نہیں ہے، دعا اور استغفار غیبت کا گناہ نہیں مٹا سکتا، البتہ علماء کی اسی جماعت نے کہا ہے کہ اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی ہے غائب ہو، یا فوت ہو گیا ہو تو اس صورت میں اس کے لیے دعا اور استغفار کرنا جائز ہے۔

مختصر یہ کہ جس کی غیبت ہوئی ہے اس کے لیے خدا سے معافی مانگنا ایک وقتی، اضطراری عذر ہے جو بوقت ضرورت کیا جاتا ہے، شریعت نے خرابیوں اور مفسد کو دور اور مصلحتوں کے حصول کے لیے ضرورت کی صورت میں اسے مد نظر رکھا ہے، لہذا مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ان لوگوں کی غلطی اور غلط فہمی ظاہر ہو جاتی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرنے میں بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں اس امید پر کہ دعا اور استغفار اللہ کے نزدیک اس کے کیے ہوئے غیبت کے کفارے کے لیے کافی ہے، جبکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کا یہ تصور چند وجوہات کی بنا پر غلط ہیں:

1- وہ بھول گئے ہیں کہ توبہ کی بنیادی شرط توبہ، پشیمانی اور اخلاص سے اللہ کی طرف رجوع ہے، بہت سے لوگ اس شرط کو پورا کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔

2 - در حقیقت لوگوں کے حقوق کی تلافی کا اصول یہ ہے کہ ان سے معاف کرانے کی بھر پور کوشش کی جائے، اگر فرض کیا جائے کہ اس کو اطلاع دینے میں (جس کی غیبت کی گئی ہے) کسی بڑے فساد کا اندیشہ ہو، تو اس صورت میں اس سے معافی مانگنے کے بجائے اس کے حق میں دعاء اور استغفار کیا جائے تو اس کے لیے کافی ہوگا، ورنہ اصول یہ ہے کہ جس پر ظلم ہوا ہے اس کے پاس جاکر اس سے در گذر کرنے کی استدعاء کی جائے۔

3 - اگر وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہے کسی اور کے توسط سے اطلاع پائے کہ اس کی غیبت کی گئی ہے، تو اس صورت میں غیبت کرنے والے کے لیے لازمی ہے کہ براہ راست اس کے پاس جائے اور اس سے معافی مانگے، اس لیے کہ ممکن ہے کس کی غیبت کی گئی ہے اس کے دل کی تکلیف اور ناراضگی ختم ہو جائے اور وہ معاف کر دے، اگر وہ معاف نہ کرے تو اس صورت میں غیبت کے گناہ سے نجات اور خلاصی پانے کے لیے اس شخص کے حق میں دعا اور استغفار کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

4 - دعا کا طریقہ اس کے لیے دعا کرتے وقت اس کا نام لیکر دعا کرے، اس کے علاوہ وہ خود کو بھی دعا میں شامل کرے، مثلاً کہے کہ : "اللهم اغفر لي ولفلان:" اے پروردگار! مجھے اور فلان کو (جس کی غیبت کی گئی ہے) بخش دے : "اللهم تجاوز عنا و عنہ" اے پروردگار! میرے اور اس کے گناہ سے در گذر فرمادے، کوشش کرنی چاہیے کہ دعاء قبولیت کے اوقات میں نیت کے اخلاص اور سچائی کے ساتھ کی جائے، اور دعا بار بار دہرائی جائے۔

5 - یہ بتانا ضروری ہے کہ دعا اور استغفار کا مقصد در حقیقت کسی برے کام کو دور کرنا اور اچھے کاموں سے اس کا تبادلہ کرنا ہے، اس مقصد تک پہنچنے کے لیے (برے عمل کے اثر اور اس گناہ کو ختم کرنے کے لیے) لازمی ہے کہ دعاء اور استغفار کرے، اس مقصد کے لیے کوئی اور عمل نہ کیا جائے، ہاں البتہ ہر قسم کے نیک اعمال کیے جاسکتے ہیں، اور اس کا ثواب غیبت کیے گئے شخص کو ہدیہ کیا جاسکتا ہے، جیسے اس کے بدلے صدقہ دینا، یا اس کی مدد کرنا، اور سختیوں اور مصیبتوں میں اس کا ساتھ دینا وغیرہ، کہ یہ اعمال ان مصائب کی جگہ لے لیں گے جو اس پر آئے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں : مظلوم کا حق صرف توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتا، اس لیے کہ یہ حق ہے، اس معاملے میں کسی کو نا حق قتل

کرنے والا اور دوسرے پر ظلم روا رکھنے والا ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، پس جو آدمی ظلم سے توبہ کرے تو صرف توبہ سے مظلوم کا حق ساقط نہیں ہوگا، بلکہ توبہ مکمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تلافی کرے، اس چیز کے ساتھ کہ اس نے اس پر جو ظلم کیا ہے، اگر وہ اس برائی اور نا انصافی کی تلافی دنیا میں نہ کرے تو اسے آخرت میں ضرور تلافی کرنی ہوگی، پس اس توبہ کرنے والے ظالم کے لیے لازمی ہے کہ بہت ساری نیکیاں کرے، تاکہ اگر مظلوم آخرت میں اس سے اپنا حق واپس لے لے، تو وہ مفلس نہ رہے، البتہ اگر خدا خود مظلوم کی تلافی کرنا چاہے، تو یہ اس کے فضل و کرم سے دور نہیں، وہ جس طرح چاہے شرک کے علاوہ ہر گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ترمذی میں ایک حدیث جسے صحیح یا حسن کہا گیا ہے اس میں آیا ہے کہ: " إذا كان يوم القيامة فإن الله يجمع الخلائق في صعيد واحد، يسبعهم الداعي وينفذهم البصر، ثم يناديهم بصوت يسبعه من بعد كما يسبعه من قرب، أنا البلك، أنا الديان، لا ينبغي لأحد من أهل النار أن يدخل النار وله عند أحد من أهل الجنة حق حتى أقصه منه، ولا ينبغي لأحد من أهل الجنة أن يدخل الجنة ولأحد من أهل النار عده حتى أقصه منه " -

ترجمہ: " جب قیامت کا دن آئے گا تو خدا تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک زمین پر جمع کرے گا، ایک داعی ان سب کو پکارے گا جسے دور اور قریب سے ہر کوئی سن سکے گا، اور خدا تعالیٰ فرمائے گا: میں دپان (فیصلہ کرنے والا) ہوں، جہنمیوں میں سے کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جہنم میں داخل ہو، جبکہ اس کا اہل جنت میں سے کسی ایک پر حق ہے، جب تک کہ وہ اپنا حق اس سے وصول نہ کرے، اور اہل جنت میں سے کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ جنت میں داخل ہو جب کہ اس کا اہل دوزخ میں سے کسی ایک پر حق ہے، جب تک کہ وہ اپنا حق اس سے حاصل نہ کرے۔"

صحیح مسلم میں ابو سعید خدریؓ سے حدیث مروی ہے کہ: " أن أهل الجنة إذا عبروا الصراط وقفوا على قنطرة بين الجنة والنار، فيقتص لبعضهم من بعض، فإذا هذبوا ونقوا أذن لهم في دخول الجنة " ترجمہ: "یعنی جب جنتی راستے سے گزریں گے تو جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر کھڑے ہوں گے، اور ان میں سے بعض دوسرے سے بدلہ لیں گے اور جب وہ (گناہوں سے) پاک ہو جائیں گے اور بدلہ لیا جائے گا تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔"

خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَا يَغْتَابُ بَعْضُكُم بَعْضًا" (الحجرات: 12) ترجمہ: "اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔"

اور فرمایا: "أَيُّبُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ" وَأَتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ (الحجرات: 12) ترجمہ: "کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بیشک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والوں کو توبہ کرنے کی تاکید فرماتا ہے، لیکن اگر وہ غیبت کرے یا بھتان لگائے، لیکن مظلوم کو اس کا علم نہ ہو، تو اس صورت میں بعض علماء نے کھاہے کہ: ظالم کے لیے توبہ کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے: کہ وہ مظلوم کو سے واضح طور پر کہے کہ اس کی غیبت کی ہے، اس کو اطلاع دے، اور بعض نے کہا ہے کہ اس کو اطلاع دینا شرط نہیں ہے، ضروری نہیں ہے، اکثر علماء کا یہی قول ہے، یہ دونوں اقوال امام احمد سے منقول ہیں، لیکن ان کی رائے ہے کہ اس صورت میں ظالم کو چاہیے مظلوم کے لیے نیک اعمال کرے، جیسے: اس کے لیے دعا اور استغفار کرنا، اور نیک عمل کرنا اور اس کا ثواب اس کے لیے دینا، یہ چیزیں غیبت اور بھتان کی تلافی اور کفارہ کے طور پر ہونگی، حسن بصری نے کہا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے لیے استغفار کرے (مجموع الفتاویٰ: 178/18-189)۔

مختصر یہ کہ سب سے پہلے ایک متقی مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان اور گفتگو میں احتیاط کرے، اور اپنی زبان کو مسلمانوں کی غیبت اور برائی میں استعمال نہ کرے، تاکہ اس کے گناہوں کا بوجھ نہ بڑھے، لیکن اگر وہ اس کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، تو اسے چاہیے کہ سب سے پہلے سچی توبہ کرے، اور اس مسلمان کی غیبت کرنے سے دل سے ندامت محسوس کرے، اس کے بعد اصول ہے کہ اگر ممکن ہو تو غیبت کیے گئے شخص کے پاس جا کہ اس سے معافی مانگے، اگر ممکن ہو تو کسی طریقے سے اس کا دل جیت لے، تاکہ وہ اسے معاف کرے، اگر اس کو اطلاع دینے سے کسی بڑے فتنے یا شر کا امکان ہو، اور اس کے غصے میں اضافے کا اندیشہ ہو رشتہ داری ختم کرنے کا احتمال ہو، تو اس صورت میں بعض علماء نے کھاہے کہ ضروری نہیں ہے کہ اس سے کچھ کہے، بلکہ اس کے لیے خدا سے دعاء اور مغفرت کرنا کافی

ہے، یا اس کے لیے نیک اعمال اور صدقہ کرے، اس کا ثواب اسے ہدیہ کرے، بعض دوسرے علماء نے کہا ہے کہ: اس سے معافی مانگنا واحد راستہ ہے، سوائے اس کے کہ وہ فوت ہو گیا ہو، یا غائب ہو تو اس صورت میں اس کے لیے دعا اور استغفار کرے، لیکن اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ اس حالت میں غیبت کیے گئے شخص کے پاس جانے اور اس کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کی بھلائی کی دعا کرے اور اپنے لیے بھی بخشش مانگے، امید ہے کہ یہ اس کے لیے کفایت کرے اور اس کے گناہ مٹ جائیں۔

چغل خوری

زبانی برائیوں میں سے ایک جو اسلام میں اخلاقی برائی سمجھی جاتی ہے، وہ چغل خوری ہے، چغل خوری اس کو کہا جاتا ہے کسی کی کھی ہوئی بات کو اس کے پیٹھ پیچھے کسی اور کے سامنے دھرایا جائے، مثلاً کہے کہ: فلان نے تیرے بارے میں ایسی بات کھی، یا تیرے متعلق ایسی ایسی باتیں کیں۔

حذیفہؓ ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چغل خور کے لیے جنت میں کوئی جگہ نہیں ہے" (فتح الباری: 474/10).

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "أى الإسلام أفضل؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَوَيْدِهِ" (متفق علیہ) ترجمہ: کونسا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: "جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں"، مؤمنین کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کو دوسروں کی عزت و تکریم میں داخل ہونے سے روکے، اور لغوباتوں سے اجتناب کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً أو ليصمت" (متفق علیہ) یعنی: "جو شخصی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔" جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا، اور کسی کی خبر یا باتیں کسی اور کے سامنے کہتا ہے، تو یہ تعلقات کو توڑنے اور لوگوں کے درمیان نفرت اور دشمنی کی آگ بھڑکانے کا سب سے بڑا اور راہم سبب بنتا ہے، خدا تعالیٰ نے بھی چغل خور کی مذمت کی ہے فرمایا: "وَلَا تُطْعَمُ كُلُّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ * هَمَّازٍ مَّشَاءَ بَنِي إِيمٍ" (سورہ قلم: 10 - 11). ترجمہ: "اور کسی ایسے شخص

کے کہے میں نہ آجانا جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل طعنہ دینے والا چغل خور ہے۔"

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک باغ کے پاس سے گزر رہے تھے وہاں آپ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں، جنہیں قبر میں عذاب دی جا رہی تھی، آپ نے فرمایا: "ان دو بندوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، البتہ یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہے، پھر آپ نے فرمایا: ہاں! ان کا گناہ بہت بڑا ہے، ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا" (فتح الباری: 317/1).

چغل خور کے متعلق ہمارا فرض کیا ہے؟

خدا تعالیٰ فرماتا ہے: " ۰ ط ۰ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۰ ۳۶ (اسراء : ۳۶) " ترجمہ: "یقیناً کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باس پرس ہوگی"۔

اسی طرح فرماتا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۰ ۶ (سورہ حجرات: 6) " ترجمہ: "مؤمنو! اگر کوئی فرمان تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچادو پھر تم کو اپنے کیئے پر نادم ہونا پڑے"۔

جب بھی کوئی فاسق آدمی کوئی خبر لے کر آئے تو اس کے بارے میں تحقیق کرنی چاہیے، اور صرف اسے سن کر فوراً یقین کر کے اقدام نہ کیا جائے، کیونکہ تحقیق نہ کرنا او بات کو سن کر بلا تحقیق یقین کرنا بہت بڑے نقصان کا باعث ہوتا ہے، یہ انسان کے لیے گناہ کا مرتکب ہونے کا سبب بنے گا، کیونکہ اگر اس کی خبر کو کسی عادل اور دیانت دار کی خبر کی طرح مان لیا جائے تو اس کے تقاضوں کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، پھر جان و مال ناحق ضائع ہو جائیں گے، جس سے ندامت اور پشیمانی ہوگی، بلکہ کسی فاسق کی خبر سن کر اس کی تحقیق کرنی چاہیے، پھر اگر وجوہات و علامات اس کی صداقت اور سچائی پر دلالت کریں تو اس پر عمل کیا جائے اور اس کی تصدیق کی جائے، اگر دلائل وقرائن اس کے جھوٹا ہونے پر دلالت کریں تو اس کی تردید کی جائے۔

چغل خور سے متعلق ہوشیار رہنا

اگر چغل خور آدمی کسی کے لیے کوئی خبر لاتا ہے ، تو اس خبر کو سنتے ہوئے ذیل کے نکات کو لازمی مد نظر رکھنا چاہیے :

1 - چغلی والے آدمی کی بات کو نہیں ماننا چاہیے اور اس کی تصدیق نہیں کرنی چاہیے۔

2 - اس کو نصیحت کر کے اس عمل سے منع کرنا چاہیے۔

3 - اپنے غیر موجود بھائی کے متعلق برا گمان نہیں رکھنا چاہیے۔

اسے خود کو اس بات کی اجازت نہیں دینا چاہیے کہ چغل خور کی بات کسی اور کے سامنے دھرائے، یعنی یہ نہیں کہنا چاہیے کہ فلان نے ایسا کہا، کیونکہ ایسا کر کے وہ خود بھی چغل خور بن جائے گا۔

ہر چیز کو سن کر اسے بیان نہیں کرنا چاہیے ، کیونکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کفی بالمرء اثمًا ان یحدث بکل ماسمع" (روا ہ مسلم (5)) یعنی: "

ایک شخص کے گنہگار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو کچھ اس نے سن لیا اسے بیان کرے" یہ وہ مسائل ہیں کہ اگر انسان دل و جان سے انہیں سمجھ لے، تو دوسروں کو چغل خوری کے لیے کوئی موقع باقی نہیں رہے گا، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل معاملہ برعکس ہے۔

1 - ایک مسلمان شخص کے متعلق چغل خور، غیبت کرنے والے اور برائی کرنے والے کی بات کو دھیان سے سنتے ہیں۔

2 - نہ صرف غیبت کو کان لگا کر سنتے ہیں، بلکہ غیبت سننے سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور ساتھ ساتھ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جس کی غیبت ہو رہی ہے اس کے بارے میں مزید بُری باتیں سُنیں۔

3 - سننے کے علاوہ، وہ خود بھی اس شخص کے ایسی باتوں کا ذکر کرنے لگتے ہیں کہ جو اس کو ناپسند ہیں، اس طرح غیبت سننے کے علاوہ خود بھی غیبت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

4 - چغل خور کی باتوں کی تائید بلکہ اس کی تحسین بھی کرتے ہیں، اور ایک اور غیر موجود مسلمان پر طعن کرتے ہیں۔

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

**Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library**